مزید ایسے مضامین و مقالات کیلئے ہماری ویب سائٹ

تحقیقات
TAHQIQAAT.PK

www.tahqiqaat.pk

ملاحظہ فرمائیں

انٹرنیشنل ریسرچ کونسل برائے مذہبی اُمور

یونٹ ۱۴، بلاک ا۔ڈی، قائدِ اعظم ایونیو، رحمت پلازہ، ڈی چوک، اسلام آباد، پاکستان
ٹیلی فون نمبر: 2726805 51 92+
کتاب حاصل کرنے کیلئے رابطہ نمبر: 9898998 315 92+
IRCRA وٹس ایپ: 0499995 311 92+

بین الاقوامی معاہدات کا تصور: گم شُدہ سُنت نبوی ﷺ کے احیاء کی ضرورت

احمر بلال صوفی*

ہم مسلمان نبی کریم ﷺ کو بنیادی طور پر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مشتمل نبوت کی سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی کے طور پر دیکھتے ہیں۔ دوسری جانب، مغرب میں نبی کریم ﷺ کی ذات کی مختلف اوقات میں مختلف زاویوں سے تفہیم کی کوشش کی گئی ہے۔ مغربی دنیا نے نبی کریم ﷺ کو زیادہ تر ایک فوجی سپہ سالار، سیاسی رہنما اور ریاستی امور کے ماہر کے طور پر دیکھا ہے۔

پروفیسر مونٹگمری واٹ، جو کہ "محمد مکہ میں"(Muhammad at Mecca) اور "محمد مدینہ میں"(Muhammad at Medina) جیسی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں، نے نبی کریم ﷺ کے ایک ریاست کے سربراہ کے طور پر کردار پر ایک مکمل کتاب تحریر کی۔ آج نبی کریم ﷺ کے بطور رہنما، ریاستی امور کے ماہر اور صلح کے داعی کردار کو وسیع پیمانے پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

اس مضمون میں نبی کریم ﷺ کے بطور قانون ساز اور ریاستی امور کے ماہر شخصیت کے حوالے روشنی ڈالی گئی ہے، جو اپنی معاہدہ سازی کی صلاحیت اور کامیاب حکمتِ عملی کی

* سابق وفاقی وزیر

بنیاد پر بین الاقوامی قانون کے ماہر کے طور پر ایک سماجی، سیاسی اور ثقافتی انقلاب لے کر آئے، جس کے دور رس اور دیرپا اثرات مرتب ہوئے۔ مسلمانوں نے معاہدہ سازی کی اس اہم سنت کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے بین الاقوامی برادری میں ایک رہنما کے طور پر اپنا مقام کھو دیا۔

آج کے بین الاقوامی نظام اور گلوبلائزیشن کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہ معاہدات کے تصور پر بہت زیادہ انحصار کرتا ہے۔ معاہدہ سازی کے ذریعے اہم ادارے، جیسے کہ اقوام متحدہ، بین الاقوامی عدالتِ انصاف، بین الاقوامی فوجداری عدالت، اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور عالمی تجارتی تنظیم وجود میں آئے۔ یہ مستقل ادارے ہیں اور عالمی حکمرانی کے بنیادی ستون ہیں۔

معاہدے بین الاقوامی تعلقات کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں۔ تجارت، دفاع، انسانی حقوق، ماحولیاتی تحفظ، موسمی تبدیلی، خلائی کنٹرول، منشیات کی اسمگلنگ اور جرائم کا خاتمہ، علم و سائنس کا فروغ، مزدوروں کے حقوق، بین الاقوامی آبی نظام، مواصلات، صحت، جنگ، امن، اسلحے کی نگرانی، دہشت گردی کے خلاف اقدامات، اجتماعی سلامتی، اقتصادی تعلقات، سامان اور مسافروں کی بین الاقوامی نقل و حمل، اور ڈاک خدمات وغیرہ جیسے تمام امور کو منظم کرتے ہیں۔ بین الاقوامی تعلقات کو کنٹرول اور مربوط کرنے کے لیے سینکڑوں تنظیمیں، ادارے، ثالثی اور مکالمہ کے مراکز قائم کیے گئے ہیں۔ یہ ادارے اپنا عملہ رکھتے ہیں، اپنے امور خود چلاتے ہیں، اور اپنے اراکین کے درمیان تعاون کی نگرانی کرتے ہیں اور متعلقہ معاہدوں کی پاسداری کو یقینی بناتے ہیں۔

لیکن اس وسیع، ہمہ گیر اور باہم مربوط معاہدوں اور معاہدہ تنظیموں کے نیٹ ورک کے

مقابلے میں، جو روز بروز ترقی کر رہا ہے، اسلامی ممالک کہاں کھڑے ہیں؟ کل 193 ممالک میں سے مسلم ممالک کی تعداد 57 ہے، لیکن معاہدوں کی تشکیل کے ذریعے بین الاقوامی قانون سازی میں ان کا کردار نمایاں نہیں ہے۔ اسی طرح، اہم عالمی اداروں اور فورمز میں مسلم ممالک اپنی تعداد اور اہمیت کے تناسب سے کم نمائندگی رکھتے ہیں۔

اسلامی تعاون تنظیم (OIC) اقوام متحدہ کے بعد دوسرا سب سے بڑا بین الحکومتی ادارہ ہے، جس کی رکنیت چار براعظموں پر مشتمل ممالک پر محیط ہے۔ OIC کو مسلم دنیا کے اجتماعی پلیٹ فارم کے طور پر دیکھا جاتا ہے تاکہ ان کے اقتصادی اور سیاسی مفادات کو یقینی بنایا جاسکے اور ان کا تحفظ کیا جا سکے۔ تاہم، یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ 1969 میں اپنے قیام کے وقت جو توقعات اس سے وابستہ تھیں، وہ OIC بڑی حد تک پورا کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اولاً، OIC بین الاقوامی تعلقات کی تنظیم میں کوئی مؤثر کردار ادا نہیں کر سکی۔ دوم، مسلم دنیا کے اندر بھی یہ اتحاد اور یکجہتی پیدا کرنے میں ناکام رہی ہے، جو مسلم بلاک کو بین الاقوامی معاملات میں ایک مضبوط اور مؤثر آواز بنا سکے۔ حتیٰ کہ OIC کے پاس بین الاقوامی قانون کے ماہرین یا معاہدات کے حوالے سے تربیت یافتہ ماہرین کی کوئی مستقل ٹیم بھی موجود نہیں ہے۔

مستقبل میں بھی حالات میں بہتری کے کوئی واضح آثار نظر نہیں آتے۔ پہلے پاکستان کی صورتحال کا جائزہ لیتے ہیں: ریسرچ سوسائٹی آف انٹرنیشنل لاء کے علاوہ پاکستان میں کوئی ایسا تھنک ٹینک موجود نہیں جو بین الاقوامی قانون کے حوالے سے جامع کورسز، تربیت، اور استعداد بڑھانے کی خدمات فراہم کر رہا ہو۔ پاکستان اور ملائیشیا کی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹیوں میں اگرچہ بین الاقوامی قانون میں ماسٹرز کی ڈگری دی جاتی ہے،

لیکن معاہدات پر جامع مکالمے یا ان کی تشریح میں کوئی تخصص نہیں کرایا جاتا۔ حتیٰ کہ مدارس کے نصاب میں بھی بین الاقوامی قانون کے بارے میں کوئی مضمون شامل نہیں ہے، حالانکہ اسلامی کلاسیکل اور جدید اسکالرز نے اس موضوع پر قابل تعریف کتب لکھی ہیں۔ یہی صورتحال مصر، ترکی اور انڈونیشیا کے دیگر اسلامی تعلیمی مراکز اور جدید جامعات میں بھی ہے۔

دوسری طرف، مغرب میں صورتحال مسلم دنیا سے بالکل مختلف ہے۔ وہاں درجنوں تھنک ٹینک بین الاقوامی قانون اور بین الاقوامی تعلقات کے موضوع پر کام کر رہے ہیں (مثلاً چیتھم ہاؤس اور کارنیگی انڈاؤمنٹ فار انٹرنیشنل پیس، سب سے نمایاں ہیں)۔ مغربی یونیورسٹیاں بین الاقوامی قانون میں ماسٹرز کورسز کراتی ہیں، جن میں معاہدہ سازی اور تنازعات کے حل میں تخصص بھی شامل ہوتا ہے۔

اس مسئلے کو مؤثر طریقے سے حل کرنے کے لیے معاہدہ سازی کی اسلامی سنت کو دوبارہ زندہ کرنا ضروری ہے، جسے امت نے بھلا دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے معاہدے صرف فوری تنازعات کے حل کے لیے نہیں تھے بلکہ یہ قانونی دستاویزات اور حکمت عملی کے مؤثر وسائل تھے، جو اچھی حکمرانی، ہم آہنگی، سلامتی، تجارت کی روانی، انسانی حقوق کے فروغ، رواداری، اور بین الاقوامی امن و دوستانہ تعلقات کو برقرار رکھنے کے مقاصد کے لیے استعمال کیے گئے تھے۔ آیئے نبی کریم ﷺ کے چند معاہدوں پر مختصر نظر ڈالتے ہیں:

اچھی حکمرانی

میثاقِ مدینہ ایک شاہکار تھا جس کے ذریعے نبی کریم ﷺ نے سیاسی اور سماجی اعتبار سے پہلی مرتبہ مسلمانوں کی ایک متحدہ جماعت بہ نام اُمت تشکیل دی۔ امت کی حکمرانی اور باہمی دلچسپی کے معاملات پر مشاورت کے لیے، میثاق کے آرٹیکل 46 میں شوریٰ کے جمہوری اصول کو شامل کیا گیا۔ آپ ﷺ کو اس بات کا بھی ادراک تھا کہ باہمی مشاورت کا عمل کبھی کبھار تعطل یا گروہ بندی کی نذر ہو سکتا ہے؛ ایسے حالات میں نبی کریم ﷺ کو حتمی فیصلے کرنے والے ثالث کا کردار ادا کرنا پڑتا تھا۔ معاشرے میں امن قائم کرنے اور سلامتی اور سکون کا احساس یقینی بنانے کے لیے، میثاق کے آرٹیکل 49 میں مدینہ کے اندر لڑائی جھگڑے کی ممانعت کی گئی۔ مزید برآں، آرٹیکل 59 میں قانون کی حکمرانی کی اہمیت کو بیان کیا گیا۔

اس میثاق کے ذریعے مدینہ میں ایک کثیر المذہبی اور کثیر القبائلی سیاسی نظام قائم کیا گیا۔ یہ جامع حکمرانی، رواداری، تنوع، باہمی تحفظ، اور مختلف گروہوں بشمول مسلمانوں، یہودیوں اور دیگر قبائل کے درمیان مشترکہ ذمہ داری کی بنیاد فراہم کرتا تھا۔ یہ معاہدہ صرف ایک سیاسی وسیلہ نہیں تھا، بلکہ یہ ایک سماجی معاہدہ تھا، جو عوام کے اندر تعاون اور باہمی احترام کو فروغ دیتا تھا۔

امن و سلامتی کا فروغ

صلح حدیبیہ ایسے انتہائی کشیدہ حالات میں کی گئی جب دو گروہوں کے درمیان جھڑپ اور لڑائی کے امکانات واضح ہو چکے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی حکمت و بصیرت سے

لڑائی اور کشیدہ تعلقات کے بجائے امن اور سلامتی کو ترجیح دی۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف قریش کی یہ شرط قبول کی کہ مسلمان عمرہ کیے بغیر مدینہ واپس لوٹ جائیں بلکہ قریش کے ساتھ دس سال کے لیے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ بھی کیا۔ یہ معاہدہ مسلمانوں کو فوجی اور عددی طور پر اپنی پوزیشن مضبوط کرنے کا موقع فراہم کرنے میں انتہائی معاون ثابت ہوا۔ اس کے ساتھ ہی، مدینہ کے مسلمانوں کو ایک طویل مدت تک امن و سلامتی میسر آئی۔ اس معاہدے نے یہ واضح کر دیا کہ معاہدے طویل المدتی امن، سلامتی، اور تنازعات کے حل کے لیے قانونی ذرائع کے طور پر کتنے مؤثر ہو سکتے ہیں۔

انسانی حقوق، رواداری اور دوستانہ تعلقات

نجران کے مسیحیوں کے ساتھ کیا گیا معاہدہ ایک اور شاندار مثال ہے جو دو مختلف اور جداگانہ برادریوں کے درمیان پر امن اور دوستانہ تعلقات کو یقینی بناتا ہے۔ یہ معاہدہ نجران (یمن) کے مسیحیوں اور ان کے اہم مذہبی اداروں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ معاہدہ مسلمانوں کی طرف سے دوسری اقوام کے لیے رواداری کی اعلیٰ سطح کو ظاہر کرتا ہے اور ان افکار کی نفی کرتا ہے جو جہاد کے نام پر غیر مسلموں کے قتل کا سبب بنتے ہیں۔ یہ معاہدہ اقلیتوں کے حقوق، ان کی خود مختاری، اور ان کے تحفظ کے لیے ایک مثال ہے۔ یہ ان تصورات کیے لیے ابتدائی قانونی بنیاد فراہم کرتا ہے جو بعد میں بین الاقوامی قانون اور جدید انسانی حقوق کے قانون میں مذہبی آزادی اور اقلیتوں کے حقوق کے طور پر تسلیم کیے گئے۔

خلاصہ

نبی کریم ﷺ کے دور اور اس کے بعد، مسلمانوں کی عالمی معاملات میں ہمیشہ ایک نمایاں حیثیت رہی۔ تاہم، آج مسلم دنیا کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ بین الاقوامی تعلقات کی تنظیم میں ان کا اثر و رسوخ بہت حد تک کم ہو چکا ہے۔ اسلامی ممالک کی حکومتوں کی طرف سے معاہدات کی مسودہ سازی اور تفہیم کے لیے خصوصی ادارے اور پروگرام شروع کرنے میں شدید کوتاہی نظر آتی ہے، اور قانونی فریم ورک میں ان کی مؤثر شمولیت کے لیے تربیت کا فقدان پایا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی معاہدہ سازی کی میراث کو دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے اسلامی ممالک کو بین الاقوامی قانون میں مہارت کے حصول کو اولین ترجیح دینا ہو گی، تعلیمی شعبے میں سرمایہ کاری کرنی ہو گی، اور تربیت و ہنر کو فروغ دینا ہو گا۔ مسلم اقوام کو اپنی عالمی حیثیت دوبارہ حاصل کرنے کے لیے قانونی شعور اور علم کو فروغ دینا ہو گا، اور ایک متحدہ حکمت عملی اپنانی ہو گی۔ نبی کریم ﷺ کی بین الاقوامی قانون اور قانونی حکمت عملی کے اصولوں کو جدید قانونی نظاموں میں شامل کر کے، مسلم ممالک بین الاقوامی قانون سازی کے جدید طریقوں کو اپنا سکتے ہیں۔

معاہدہ سازی کی نبوی میراث کو اپنانا اور بحال کرنا، مسلم دنیا کو عالمی قانونی نظام کی تشکیل و تنظیم میں ایک اہم اور نمایاں کردار ادا کرنے میں مدد دے سکتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے وقت میں کیا تھا۔